Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 02,
Jan – March 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

خواتین کے خانگی اور بیرونی حقوقِ تفریح خلافتِ راشدہ کے تناظر میں

Women's rights to domestic entertainment and outdoor entertainment In the context of Khilafat- e-Rashida

Dr. Muhammad Irfan Nazir *
Lecturer at Govt. Degree Science and Commerce College , Orangi Town, Karachi , Pakistan

Version of Record
Received: 08-9-21 **Accepted**: 27-10-21
Online/Print:25-March-2022

ABSTRACT

When it comes to women's rights, Western powers generally claim credit for this, while the reality is that Islam is the pioneer which has literally made women aware of their rights. Thus, Islam gave women all the best rights and raised them to the heights of honor and dignity. One of these rights is the right to entertainment and recreation. Human nature, whether male or female, requires recreation after a while. Since Islam is the religion of nature, it has also stated its teachings regarding this right to entertainment. Entertainment or Recreation refers to any action by which the heart is filled with pleasure and happiness. Hence the application of the word 'entertainment' or 'recreation' to every action and deed which brings freshness, joy and happiness to the heart is correct in terms of lexical vocabulary. There are dozens of examples of this in the great period of the Righteous Caliphate, which proves that the Female Companions and their female subjects enjoyed the rights of recreational nature to the fullest extent within the realm of Shari'ah. In the article under review, we have compiled examples and events under different headings, focusing on the two types of recreation (domestic recreation and outdoor recreation). The main purpose of the article is to prove that Islam gives women all kinds of legitimate rights to entertain. The only condition is that the rules of Shari'ah must be observed, non-mahram must be completely avoided and the veil(pardah/hijab) must be well arranged.

cc BY

Key words: *Women's rights, Recreation, Entertainment, Caliphate, Female Companions.*

خواتین کے حقوق کی جب بات آتی ہے تو عموماً مغربی طاقتیں اس حوالہ سے کریڈٹ حاصل کرنے کی دعویدار نظر آتی ہیں اور اسلام کو اجنبی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے حالاں کہ اسلام نے حقیقی معنوں میں عورت کو اس کے حقوق سے روشناس کرایا۔ بلاشبہ اسلام نے اس وقت عورت کو حقوق عطاء فرمائے جب مغرب عورت کو انسان سمجھنے میں بھی پس و پیش کر رہا تھا اور عرب اس کو بنیادی حقوق تو کُجا اس کو زندہ رہنے کا حق دینے کے بھی روادار نہ تھے۔ چنانچہ اسلام نے عورت کو تمام بہترین حقوق کا استحقاق عطاء فرما کر اسے عزت و عظمت کی بلندیوں پر پہنچایا۔ زیرِ نظر مقالہ میں حقوق کی ایک خاص نوعیت یعنی حقوقِ تفریح کے حوالہ سے کچھ تفصیلات قلمبند کی جائیں گی۔

تفریح کا معنیٰ و مفہوم:

علامہ ابنِ منظور لسان العرب میں فرماتے ہیں کہ

الفَرَحُ نقيض الحُزْن وقال ثعلب هو أَن يجد في قلبه خِفَّةً .... وأَفْرَحه سَرَّه يقال ما يَسُرُّني بهذا الأَمر مُفْرِحٌ .... والتَفْريح مثل الإِفراح[1]

"فرح "حزن یعنی غم کی ضد ہے اور ثعلب فرماتے ہیں کہ دل میں نشاط محسوس کرنا فرح ہے اور افراح و تفریح کا مطلب ہے خوش کرنا۔

(الفرَحُ، محرّكةً: السُرُورُ) ، وَفِي (اللّسان) : نقيض الْحزن. وَقَالَ ثَعْلَب: هُوَ أَن يَجدَ فِي قلْبه خِفّةً. وَفِي الْمُفْردَات: الفَرحُ هُوَ انشراحُ الصَّدر بلذّةٍ عاجلةٍ غير آجلة، وذالك فِي اللّذات البدنيّة الدُّنيويّة.

علامہ زبیدی فرماتے ہیں کہ فرح خوشی کو کہتے ہیں جو کہ حزن یعنی غم کی ضد ہے یعنی دل کا کسی دنیوی لذت سے لطف حاصل کرنا۔[2]

چیمبرز ڈکشنری میں تفریح یعنی **Recreation** کا معنیٰ درج ذیل ہے۔

Refreshment after toil, sorrow; pleasurable occupation of leisure time; an amusement or sport; a source of amusement

ترجمہ : دکھ یا تکلیف کے بعد تازگی، فارغ وقت میں قابلِ لطف اندوز پیشہ، کوئی سیر و تفریح یا کھیل، سیر و تفریح کا ذریعہ۔

درج بالا لغات سے واضح ہوتا ہے کہ تفریح سے مراد ہر وہ عمل ہے جس کے ذریعہ دل کو لطف و سرور پہنچے اور دلی لذت و اطمینان حاصل ہو یعنی ہر وہ عمل و فعل جس سے دل کو تازگی و فرحت اور خوشی و اطمینان حاصل ہو اس پر لفظِ تفریح کا اطلاق لغت کے لحاظ سے درست ہے۔

مختلف لغات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ تفریح کی دو قسمیں ہیں:

1. **خانگی یا گھریلو تفریح**: اس سے مراد وہ تفریحی عمل ہے جو گھر یا رہائش گاہ کی چار دیواری میں رہ کر کیا جائے اسے Indoor Recreational Activities کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال جیسے گھر میں رہ کر مطالعہ کرنا، آپس میں ہنسی مذاق کرنا، یا کوئی کھیل کھیلنا وغیرہ۔
2. **بیرونی یا خارجی تفریح**: اس سے مراد وہ تفریحی عمل ہے جو رہائش گاہ سے باہر جا کر کیا جائے، اسے Outdoor Recreational Activities کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال جیسے گھر سے باہر چہل قدمی کرنا، سائیکلنگ کرنا، تیراکی یا دوست احباب کے ساتھ بیٹھک جمانا وغیرہ[3]۔

خواتین کے خانگی اور بیرونی حقوقِ تفریح خلافتِ راشدہ کے تناظر میں:

چوں کہ اسلام نے روزِ اول سے خواتین کو ان کے جائز حقوق عطاء کیے ہیں، اس لیے مسلم معاشرہ میں خواتین متنوع اقسام کے حقوقِ تفریح کا استحقاق رکھتی ہیں۔ چنانچہ خلافتِ راشدہ کے پاکیزہ دور میں اس کی درجنوں مثالیں ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات وتابعیات تفریحِ طبع کے حقوق سے شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے بھرپور انداز میں لطف اندوز ہوتی تھیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں ہم نے تفریح کی دونوں قسموں کو سامنے رکھ کر الگ الگ عنوان کے تحت مثالیں اور واقعات ترتیب دیے ہیں، ان میں بہت سے واقعات وامثلہ ایسی ہیں جن کو تفریح کی دونوں قسموں میں شمار کیا جاسکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی قاری کی نظر میں ان کو ذکر کردہ عنوان کی بجائے دوسرے عنوان کے تحت ذکر کرنا زیادہ مناسب ہو، مقالہ کا اصل مقصد ومدعیٰ یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام خواتین کو ہر قسم کے جائز حقوقِ تفریح عطاء کرتا ہے شرط صرف یہ ہے کہ اس میں شریعت کے احکام کی پاسداری رکھی جائے، نامحرموں سے مکمل اجتناب ہو اور پردہ کا خوب اہتمام ہو۔

خواتین کے خانگی حقوقِ تفریح خلافتِ راشدہ کے تناظر میں:

سب سے پہلے ہم ان حقوق کو بیان کرنا چاہیں گے جو ایک مسلم خاتون کو گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے اسلام عطاء کرتا ہے:

زیب وزینت اختیار کرنے کا حق:

صنفِ نازک کی زندگی میں سب سے زیادہ قابلِ فرحت وسرور عمل جائز حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت اختیار کرنا ہے۔ قرآنِ کریم نے ایک جگہ صنفِ نازک کو زیور میں نشو ونما پانے والی کے عنوان سے ذکر کیا۔ اب ہمیں خلافتِ راشدہ میں غور کرنا ہے کہ کیا اسلام نے صنفِ نازک کو یہ حق دیا کہ وہ زیب وزینت اختیار کرے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے میک اپ اور زیور سے آراستہ ہو کر اپنے دل کو فرحت وسرور بخشے؟ اس کا جواب ہے کہ جی ہاں شریعت نے حقِ تفریح کی اس قسم کو خواتین کے لیے جائز رکھا ہے۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کو دیکھا گیا کہ دونوں ہاتھوں میں دو دو موٹے موٹے کنگن پہنے ہوئے ہیں، ان کے علاوہ ایک انگوٹھی اور موتیوں کا ہار بھی زیبِ تن کیا ہوا ہے اور فرمارہی ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہیے [4]۔ (یعنی کچھ نہ کچھ زیور ضرور پہننا چاہیے)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ ہمارے والد ہمیں سونے کا زیور اور ریشم کے جوڑے پہناتے تھے۔ [5]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دفعہ بال کالے کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میرا بھی دل چاہتا ہے کہ کاش میرے پاس کوئی چیز ہوتی جس سے بال کالے کرتی۔ [6] (نوٹ: عام احادیث میں بال کالے کرنے کی ممانعت آئی ہے البتہ جن کے بال جوانی میں سفید ہو جائیں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے انہیں بعض فقہاء نے بال سیاہ کرنے کی اجازت دی ہے۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی ان کے بالوں پر مشک و عنبر کی تہہ لگاتی تھیں۔ [7]

بال قدیم زمانہ سے انسان کے حسن و جمال کا مظہر قرار پائے ہیں۔ عرب کے معاشرہ میں خواتین کے لیے قیمتی ترین متاع ان کے بال سمجھے جاتے تھے اس لیے عربی عورت بالوں کی بڑی عزت و حفاظت کرتی تھی، ان کو بڑھانے اور خوبصورت کرنے کے لیے بڑی تگ و دو کرتی تھی۔ لیکن اسلام سے پہلے یہ لعنت عام تھی کہ کسی بڑی مصیبت کے موقعے پر خواتین اپنے بال منڈوا کر گنجی ہو جاتیں۔ اسلام نے انہیں زیب و زینت کا ایسا حق دیا کہ عورت کے لیے بال منڈوانے کو حرام قرار دے دیا۔ چنانچہ اس حوالہ سے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شعر بھی ہے جس میں وہ اپنے بھائی کا مرثیہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ

ولكني رأيت الصبر خيرا ... من النعلين والرأس الحليق یعنی لیکن میں نے پھر صبر کو ہی بہتر پایا بہ نسبت اس کے کہ چپلیں اتار پھینکوں اور بال منڈواؤں۔ قرینِ قیاس ہے کہ یہ شعر خلافتِ راشدہ میں آپ نے کہا کیوں کہ روایات میں ہے کہ آپ کے سر پر ہمیشہ بطور سوگ کے مخصوص قسم کا جوڑا بندھا رہتا تھا جو بہت بعد میں انہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر ترک کیا اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ اشعار بھی اسی زمانہ کے ہوں گے [8]۔ واللہ اعلم۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ انتقال کے تین روز بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زیب و زینت کی ایک مہندی نما خوشبو دار چیز منگوائی اور وہ اپنی کلائیوں اور رخسار پر لگائی پھر فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے علاوہ بیوی کے کہ وہ اپنے شوہر پر چار مہینہ دس دن تک سوگ اختیار کرے گی [9]۔ (یعنی زیب و زینت ترک کرے گی)

خلافتِ راشدہ میں خواتین زیب و زینت تو کرتی تھیں لیکن شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ ان کے صاحبزادہ نے عراق سے لائے ہوئے بیش بہا جوڑے انہیں بھجوائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نابینا ہو چکی تھیں، انہوں ہاتھ سے کپڑوں کو ٹٹولا اور واپس کرنے کا کہا۔ بیٹے نے کہا: اماں جان! یہ اتنا باریک نہیں کہ جس سے بدن جھلکے۔ فرمایا کہ

اندر کا بدن نظر تو نہیں آئے گا لیکن اس میں جسم کے اعضاء واضح ہوں گے [10]۔ (یعنی کپڑا جسم پر چپکنے والا ہے جس سے اعضاءِ مستورہ کا حجم ظاہر ہوگا اس لیے یہ کپڑا پہننا جائز نہیں۔ اس واقعہ سے خواتین کا فٹنگ والا لباس جس سے اعضاء کا حجم ظاہر ہوتا ہے کیسے جائز ہو سکتا ہے لہٰذا ایسے لباس کی قباحت ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے۔)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے کہ ان کے سامنے ان کی بھتیجی حفصہ باریک دوپٹہ میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان کا وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ سورہ نور نہیں پڑھی پھر اپنی طرف سے نیا دوپٹہ منگوا کر پہنایا [11]۔ (اس قسم کے باریک دوپٹوں کی بدترین مثالیں نیٹ (جالی دار) دوپٹہ، ململ اور شیفون وغیرہ کے باریک دوپٹہ ہیں جن سے بالوں کا رنگ نظر آتا ہے جو آج بڑی تعداد میں مسلم خواتین کے لباس کا حصہ ہیں، اس قسم کے دوپٹوں کی اسلام کے دورِ خلافتِ راشدہ میں ممانعت اور عدمِ جواز اس واقعہ سے نہایت بآسانی سمجھی جا سکتی ہے۔ [12])۔

میاں بیوی کی باہمی محبت و مصاحبت؛ حقِ تفریح کی ایک اعلیٰ قسم:

شادی شدہ زندگی میں سب سے مزیدار اور خوشگوار وقت ایک عورت کے لیے وہ ہے جو اس کے شوہر کی مصاحبت و ہمراہی میں گزرے۔ اسلام نے خواتین کو یہ حق بھی باحسن وجوہ عطاء کیا۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حق دلانے کے لیے باقاعدہ آرڈر جاری کیا۔ امام قرطبیؒ نے مدتِ ایلاء چار مہینے کے ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ ایک دفعہ حسبِ عادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کے لیے رات میں باہر نکلے تو گشت کے دوران ایک گھر سے اشعار کی آواز آئی جس میں ایک عورت اپنے خاوند کی یاد میں بے قرار ہو کر یہ کہہ رہی تھی کہ رات لمبی ہو گئی اور اندھیرے پھیل گئے لیکن میرے پہلو میں میرا محبوب نہیں جس سے میں دل بہلاؤں! ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح اس عورت کو بلوایا اور خاوند کے بارے میں پوچھا۔ خاتون نے جواب دیا کہ آپ نے انہیں عراق بھیجا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معتمد خواتین کو جن میں آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، بلایا اور سوال کیا کہ ایک عورت بغیر خاوند کے کتنا عرصہ رہ سکتی ہے۔ انہوں عرض کیا کہ دو ماہ تو بآسانی رہ سکتی ہے۔ تیسرے مہینہ صبر مشکل ہوتا ہے اور چوتھے مہینے تو صبر بالکل ختم ہی ہو جاتا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہی فرمان جاری کیا کہ چار مہینے بعد لازمی مجاہدین کو گھر واپس بھیجا جائے [13]۔ علامہ بلاذری نے چھ ماہ کی مدت تحریر کی ہے [14]۔ غالباً چار سے چھ ماہ کی درمیانی مدت میں ہر مجاہد کا واپس گھر آنا لازمی قرار دیا گیا۔
- ایک عورت نے آکر شکایت کی کہ میرا خاوند رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن بھر روزے رکھتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اپنے شوہر کی اچھی تعریف کی۔ حضرت کعب الاسدی بھی مجلس میں موجود تھے فرمایا: امیر المومنین یہ اپنے شوہر کی شکایت کر رہی ہے کہ وہ حقوق ادا نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: اب تم ہی ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے شوہر کو

بلایااور یہ فیصلہ کیا کہ ہر تین دن رات کے بعد ایک دن رات بیوی کو دیا کرو۔[15] (یعنی اس روز دن بھر روزہ اور رات بھر نماز نہ پڑھو۔)

- حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک عورت کو دیکھا کہ اپنے مرحوم کے اوصاف ذکر کر کے رو رہی ہے اور ایک آدمی اس عورت کو رونے سے منع کر رہا ہے، آپ نے اس منع کرنے والے سے فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ اس کا غم تازہ ہے گویا رو کر اس کا غم ہلکا ہو جائے گا۔[16]
- زوجین کی باہمی محبت کا ایک واقعہ یہ ملتا ہے کہ قبیلہ ھوازن کی زینب بنت خُنَاس قید ہو کر آئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں آئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام غلاموں اور باندیوں کو واپس لوٹانے کا حکم دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی واپس کر دیا۔ حضرت زینب خوشی خوشی اپنے شوہر کے پاس چلی گئیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ آئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے شوہر کو دیکھ کر کہنے لگے: حیرت ہے یہ تمہیں مجھ سے زیادہ محبوب لگا! تو وہ کہنے لگیں: یقیناً! کیوں کہ یہ میرے شوہر بھی ہیں اور میرے چچازاد بھائی بھی۔[17]
- زوجین کی اس مصاحبت کا ایک واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یوں منقول ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو مشہور صحابیہ ہیں، ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا ان کی شہادت کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوا پھر ان کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ایک دن کہنے لگیں: میں نے جوانوں میں حضرت جعفر سے بہتر نہیں دیکھا اور ادھیڑ عمروں میں حضرت ابو بکر سے بہتر نہیں دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ نے ہمارے لیے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا![18]

تحفہ تحائف:

حدیث شریف کے مطابق آپس میں ہدیہ و تحفہ دینا محبت بڑھاتا ہے۔ گویا تحفہ دینے سے دل کو ایسی خوشی ملتی ہے کہ انجام کار تحفہ دینے والے کی محبت قلب میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اسلام نے خواتین کے اس حقِ سرورِ قلب کا بھی خیال رکھا اور انہیں شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مختلف مواقع پر تحفہ تحائف دینے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حقِ تفریح کی اس خاص قسم کے حوالہ سے چند شواہد درج ذیل ہیں:

حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی چادر خریدی اور اپنی اہلیہ کو تحفتاً دے دی جب ان سے اس بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ میں نے اپنی اہلیہ سُخَیلہ بنت عبیدہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ (ہدیہ) کر دی۔[19]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد تمام ازواج مطہرات کے لیے دس، دس ہزار درہم کا عطیہ مقرر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی محبت کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دو ہزار درہم زیادہ یعنی بارہ ہزار درہم کا عطیہ مقرر کیا، اہل بدر کی ازواج کے لیے پانچ، پانچ سو درہم، حُدیبیہ تک کے صحابہ کرام کی ازواج کے لیے چار، چار سو درہم مقرر فرمائے[20]۔

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چند چادریں آئیں جو آپ نے اہل مدینہ کی مستورات میں تقسیم کر دیں، ایک قیمتی چادر بچ گئی، حاضرین میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ یہ چادر ام کلثوم بنت علی کو، جو آپ کی اہلیہ ہیں انہیں، دیدیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں! ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ حقدار ہیں، یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصاری خواتین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام سلیط جنگِ احد میں ہمارے لیے مشکیزے بھر بھر کر لاتی تھیں۔[21]

ایک اور دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چند چادریں آئیں۔ جن میں ایک چادر نہایت بیش بہا تھی آپ نے وہ ام عُمارۃ نُسیبۃ بنت کعب رضی اللہ عنہا کو بھجوائی۔[22]

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے جنگِ قادسیہ میں شہید ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو چاروں شہید بیٹوں کا وظیفہ تا عمر بھیجتے رہے۔[23]

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے وقتِ وفات وصیت کی کہ میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ضرور کفن بھیجیں گے تو تم میرے حصہ کا کفن صدقہ کر دینا۔[24]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، کچھ بات چیت فرمائی پھر ایک غالیچہ بطور تحفہ عنایت فرمایا[25]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک ریشمی چادر جو وہ خود اوڑھتی تھیں اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو تحفہ کر دی۔[26]

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو مال بھی ہدیہ بھیجتے آپ غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔[27]

حضرت ام حبیب رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن حرملہ کو ایک صاع (پیمانہ) بطور ہدیہ بھیجا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع ہے۔ حضرت انس بن عیاض فرماتے ہیں کہ میں نے اس صاع کی گنجائش ڈیڑھ مُد پائی۔[28]

خواتین کے لیے نرمی کرنا اور عطیہ و تحفہ دینے کے سلسلہ میں یہ بات قارئین کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث بنے گی کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلموں پر جزیہ کے احکامات صادر فرمائے گئے تو غیر مسلم خواتین

کو اس بوجھ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا[29]۔ یہ بجا طور پر ان غیر مسلم خواتین کے لیے اسلامی حکومت کی طرف سے عطیہ قرار دیا جاسکتا ہے جو ان کے لیے اس پاکیزہ دین میں داخل ہونے کے لیے ایک پُل کا کام دیتا ہے۔

خواتین کی دلی خواہشات کو پورا کرنا:

خلافتِ راشدہ میں خواتین کی جائز دلی خواہشات کو پورا کرنے کا مناسب اہتمام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کھجور کے درختوں کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں یہاں تک کہ ایک درخت ایک ہزار درہم پر اٹھتا تھا۔ ایک دن دیکھا گیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ایک درخت کی پیڑی کھوکھلی کر کے اس میں سے مغز نکال رہے ہیں۔ پوچھنے پر فرمایا: والدہ (ام ایمن رضی اللہ عنہا) کی فرمائش تھی جسے پورا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔[30]

خواتین کو خرچ کرنے کا اختیار عطاء کرنا:

خلافتِ راشدہ میں خواتین کو بعض مواقع پر خرچ میں اتنا بااختیار بنادیا گیا کہ بعض دفعہ شوہروں کو اس بارے میں سفارش کرنی پڑتی۔ اس میں یقیناً خواتین کے لیے دلی فرحت کا بڑا سامان ہے۔ اس کی ایک مثال ذیل کا واقعہ ہے:

- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک سوداگر ان کے دروازہ پر آیا اور گزارش کی کہ اے ام عبداللہ! میں مسکین آدمی ہوں، مجھے اپنی دیوار کے سائے میں سودا بیچنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں مدینہ میں میرے گھر کے علاوہ کوئی اور گھر نظر نہیں آیا؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی گھر پر موجود تھے فرمانے لگے: تمہارا کیا بگڑتا ہے کہ ایک مسکین کو روزی کمانے سے روکتی ہو! چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسے اجازت دے دی۔[31]

گھریلو کاموں میں مردوں کی طرف سے اعانت:

خواتین کے لیے دلی خوشی کا ایک زبردست داعیہ یہ ہے کہ مرد ان کی گھریلو ذمہ داریوں میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ شریعت نے اس راستہ سے بھی خواتین کے دلوں کو خوش کرنے کی مردوں کو نصیحت فرمائی۔ اس ضمن میں چند خوبصورت واقعات درج ذیل ہیں۔

دورِ صدیقی میں مدینہ میں ایک خاتون نابینا بے سہارا رہتی تھیں۔ ان کی بے سروسامانی کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے گھریلو کام انجام دینا شروع کیے لیکن جب وہ رات کے وقت ان کاموں کو انجام دینے کے لیے آتے تو دیکھتے کہ کوئی پہلے ہی سارے کام کر کے چلا جاتا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نگرانی کی تو معلوم ہوا کہ خلیفہ وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چپکے سے آتے ہیں اور نابینا خاتون کے تمام کام انجام دے کر چلے جاتے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب کا اظہار فرمایا۔[32]

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کا ایک اور واقعہ ہے کہ خلیفہ بننے سے پہلے آپ محلّہ کے غریب گھرانوں کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپ خلیفہ بن گئے تو ان گھرانوں کی ایک لڑکی حسرت سے کہنے لگی کہ اب تو وہ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہیں گے ۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: کیوں نہیں میں ابھی بھی حتی الامکان آپ لوگوں کی خدمت کروں گا[33]۔

مولانا یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ محلّہ کی بچیاں اپنی بکریاں آپ کے پاس لاتیں کہ ان کا دودھ دوہ دیں چنانچہ آپ کا ان کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے[34]۔

قحط کے سال (18ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو عصیدہ (ایک قسم کا آٹے اور گھی کا حلوہ) پکا رہی تھیں اور چمچہ چلا رہی تھیں، آپ نے فرمایا اس طرح نہیں! پھر آپ نے چمچہ ہاتھ میں لیا اور اسے درست طریقہ سے کر کے دکھایا۔[35]

خواتین سے مختلف امور میں مشاورت:

کسی سے اہم امور میں مشورہ طلب کرنا اس شخص کے لیے نہایت اعزاز کی علامت ہے ۔ خلافتِ راشدہ میں مختلف معاملات میں مستورات سے مشاورت کی جاتی تھی جو یقیناً ان کے لیے سرور و تسکینِ قلب کا ایک بہت بڑا ذریعہ تھی۔ اس سلسلہ کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلسِ شوریٰ کے اجتماع حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے مکان پر ہوتے تھے اور مجلسِ شوریٰ کے ارکان ان سے مشورہ لینا مناسب سمجھتے تھے۔[36]
- حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بڑے اونچے درجہ کی صحابیہ اور بڑی صاحب علم خاتون تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو مقدم رکھتے تھے اور ان کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بازار کے معاملات دیکھنے کے لیے نگران و ذمہ دار بھی مقرر کیا تھا۔[37]
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک اہم معاملہ میں اپنی صاحبِ عقل و فہم ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت ولید رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا اور عمدہ مشورہ دینے پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بہن کے سر کا بوسہ لیا۔[38]

خواتین کا شعر و شاعری کا مشغلہ اپنانا:

ایک تفریحی مشغلہ خواتین کا شعر کہنا بھی تھا جو یقیناً تسکینِ قلب کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسلام نے خواتین کے اس حق کی نہ صرف یہ کہ حفاظت فرمائی بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ خلافتِ راشدہ میں مسلم شاعرات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بسا اوقات ساٹھ اشعار اور سو اشعار کا قصیدہ سناتیں۔[39]

- دورِ صدیقی میں حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا، جو ایک بلند پایہ صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں، مختلف مواقع پر اشعار پڑھتی تھیں۔[40]
- مغموم دل کا بوجھ ہلکا کرنے کا ایک ذریعہ مرثیہ پڑھنا ہے چنانچہ بڑی تعداد میں صحابیات و تابعیات سے اس قسم کی مرثیہ شاعری مروی ہیں مثلاً حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی وفات پر مرثیہ پڑھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا ان کی شہادت پر بھی مرثیہ پڑھا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا اور ان کی شہادت پر بھی مرثیہ پڑھا[41]۔ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی آپ نے مرثیہ پڑھا تھا[42]۔
- حضرت زینب بنت العوام رضی اللہ عنہا جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی شہادت پر مرثیہ پڑھا جس میں حضرت زبیر کا بھی ذکر کیا[43]۔
- حضرت خنساء رضی اللہ عنہا صحابیہ اور اپنے زمانہ کی مشہور شاعرہ تھیں۔ان کی شاعری کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت کیا اور پسند فرمایا۔انہوں نے مختلف مواقع پر اپنی شاعرانہ صلاحیت کا لوہا منوایا جنہیں علماءِ تراجم وطبقات نے اپنی کتابوں میں نقل کیا۔اہل علم کا اجماع ہے کہ مستورات میں ان سے بڑی شاعرہ نہ پہلے ہوئی نہ ان کے بعد۔آپ کا دیوان چھپ چکا ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہوا ہے۔[44]

مرد شعراء کا اپنے کلام میں اپنی ازواج کا نام لینا:اظہارِ محبت کا ایک طریقہ:

شعر و شاعری کے ضمن میں ایک حق تفریح یہ بھی شمار کیا جا سکتا ہے کہ مرد شعراء اپنے کلام میں اپنی ازواج کے نام لیتے تھے جس سے ایک طرف ان کی اپنی ازواج سے محبت عیاں ہوتی تھی تو دوسری طرف یہ ان خواتین کی مشہوری اور نیک نامی کا بھی ذریعہ تھی۔ اس حوالہ سے ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں اپنی اہلیہ حضرت شعثاء رضی اللہ عنہا کا نام لے کر تشبیب کرتے تھے۔[45]

موذی جانوروں کو مارنے کا مشغلہ:

اس زمانہ کی بعض خواتین کے مشاغل بڑے دل چسپ تھے چنانچہ ایک خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو وہاں دیوار کے ساتھ ایک نیزہ دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ام المومنین یہ نیزہ کس لیے؟ فرمایا: اس سے ہم چھپکلیوں کو مارتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو تمام حیوانات آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن چھپکلی آگ کو پھونکیں مار رہی تھی (تاکہ آگ اور بھڑکے)۔[46]

مرد کا اپنی اہلیہ کی تعریف کرنا:

ایک مسلمان بیوی کے لیے اس کا شوہر ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ شوہر کی زبان سے اپنی تعریف سننے سے بڑھ کر خوشگوار احساس اور لذت کسی چیز میں حاصل نہیں ہوتی۔ خوشی کا یہ حق بھی اسلام نے بھرپور طریقہ سے دیا ہے۔ جیسا کہ درجِ ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا: میں تو خود بہت سے معاملات میں اپنی بیوی سے در گزر کرتا ہوں کیوں کہ اس کے مجھ پر کئی احسانات ہیں: وہ میرے اور آگ کے درمیان رکاوٹ ہے کہ میں حرام سے محفوظ رہتا ہوں، وہ میرے مال کی نگہبانی کرنے والی ہے جب میں گھر سے باہر ہوتا ہوں، میرے کپڑے دھونے والی ہے، میرا کھانا اور روٹی بنانے والی ہے، میرے بچوں کی پرورش کرنے والی ہے۔ یہ سن کر اس آدمی نے معذرت کی کہ یہ سب تو میرے ساتھ بھی ہے اور وعدہ کیا کہ میں بھی آئندہ در گزر کروں گا۔[47]

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ شوہر کی خدمت و اطاعت میں اپنی مثال آپ تھیں۔ چنانچہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ زینب کی تعریف میں درج ذیل اشعار کہے:

رأيت رجالاً يضربون نساءهم	فشلت يميني يوم تضرب زينبا
أأضربها في غير جرم أتت به	إلي فما عذري إذا كنت مذنبا
فتاة تزين الحلي إن هي حليت	كأن بفيها المسك خالط محلبا[48]

یعنی کہ میں نے لوگوں کو دیکھ کہ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں اللہ کرے کہ جس دن میں زینب کو ماروں میرے ہاتھ شل ہو جائیں۔۔۔ الخ

خواتین کے بیرونی حقوقِ تفریح خلافتِ راشدہ کے تناظر میں:

اب ان مثالوں اور واقعات کو بیان کیا جائے گا جن سے معلوم ہوتا ہے بعض حقوق سے لطف اندوز ہونے کے لیے شرم و حیاء اور پردہ و حجاب کے ساتھ خواتین گھر سے باہر بھی جاسکتی ہیں۔

عبادات کے لیے نکلنا:

ہر زمانہ کی خواتین کے حقوقِ تفریح مختلف ہوتے ہیں۔ خلافتِ راشدہ کی خواتین کا ایک حقِ تفریحِ طبع جس کو اسلام نے برقرار رکھا یہ تھا کہ انہیں بعض عبادات کے لیے حدود و قیود کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی، چنانچہ انہیں ذوق و شوق کے ساتھ ان عبادات کے لیے نکلنے میں حظ آتا تھا۔ چنانچہ کثرت سے خواتین نفلی حج و عمرہ کے لیے تشریف لے جاتیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن 23ھ میں حج کا ارادہ کیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ کے ساتھ تمام ازواج مطہرات جو حیات تھیں انہوں نے بھی حج کیا سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کیوں کہ وہ گھر سے باہر جانے کو پسند نہیں فرماتی تھیں ۔ازواج مطہرات کی اس مبارک جماعت کے آگے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور پیچھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعین تھے جو کسی نامحرم کو ان کے قریب نہ جانے دیتے۔ امہات المومنین اگر کسی وادی میں قیام کرتیں تو یہ دونوں حضرات ایک کنارے پر کھڑے ہو کر خبر گیری کرتے[49]۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب حج کا موسم آیا تو امہات المومنین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت چاہی ۔آپ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو حج کی اجازت دی تھی تو میں کیسے روک سکتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام امہات المومنین نے حج ادا کیا[50]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتی تھیں۔[51]

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہی ہیں اور ان کا نقاب لگا ہوا ہے۔[52] (غور فرمایئے کہ ام المومنین ہیں، بیت اللہ جیسی پاکیزہ اور مقدس ترین جگہ ہے اور حالت حالتِ طواف ہے اس حالت میں بھی چہرے پر نقاب ہے اب اس کے بعد مسلمان خواتین کے لیے کیا عذر باقی رہ جاتا ہے کہ وہ نقاب نہ کریں۔)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت صفیہ جب بوڑھی ہو گئیں تو سوار ہو کر طواف کرتی تھیں۔[53] (لیکن حج و عمرہ کا اہتمام کرتی تھیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک شاگردہ حضرت جسرہ بنت دجاجہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے تقریباً چالیس عمرے کیے تھے [54]۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کو پیغامِ نکاح بھیجا، انہوں نے فرمایا: میری تین شرطیں ہیں: آپ ماریں گے نہیں، حق بات سے مجھے نہیں روکیں گے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے منع نہیں کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شرائط قبول فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مسجد نبوی میں نماز سے نہیں روکتے تھے اور آپ کثرت سے مسجدِ نبوی تشریف لے جاتی تھیں[55]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس وقت نماز میں نیزہ مارا گیا اس وقت بھی آپ مسجد میں ہی تھیں[56]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی آپ نے نکاح انہی شرائط پر کیا لیکن پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی طرح سمجھا کر انہیں گھر پر نماز پڑھنے پر راضی کر لیا۔[57]

سیر و تفریح کے لیے باہر نکلنا:

اسلام پردہ کی رعایت کے ساتھ خواتین کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ کبھی کبھار سیر و تفریح کے لیے گھر سے باہر نکلیں۔اس حوالہ سے خلافتِ راشدہ میں درج ذیل واقعہ سے اس حقِ تفریح کا ثبوت ملتا ہے۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے مدائن فتح کیا تو وہاں انہیں ایک ہاتھی ہاتھ آیا۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بابت خط لکھا آپ نے جواب بھیجا کہ اگر کوئی اس کا خریدار ملے تو اس کو بیچ دو۔ چنانچہ حیرہ کے ایک آدمی نے وہ ہاتھی خرید لیا، وہ آدمی لوگوں کو ہاتھی دکھاتا اسے محلوں میں پھراتا، کچھ عرصہ وہ ہاتھی اس آدمی کے پاس رہا۔اسی اثناء میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ام ایوب بنت عمارہ کو ہاتھی دیکھنے کا شوق ہوا چنانچہ وہ اس علاقہ میں تشریف لائیں اور مسجد کے دروازہ کے پاس کھڑی ہو گئیں اور ہاتھی کو دیکھنے لگیں پھر ہاتھی کے مالک کو کچھ عطیہ کیا اور واپس تشریف لے گئیں۔ایک قول یہ ہے کہ ہاتھی کو دیکھنے والی یہ خاتون ولید بن عقبہ صحابی کی اہلیہ تھیں [58]۔

خواتین کا اپنے متعلقین سے ملنے جانا اور متعلقین کا ان کے پاس آنا:

اپنے متعلقین اور دوست احباب سے ملنے کے لیے جانا بڑے کیف و سرور کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے اس کی بھی خواتین کو اجازت دی کہ وہ گاہ بہ گاہ اپنے متعلقین کی زیارت کے لیے جا سکیں۔اس مناسبت سے چند واقعات تحریر کرنا مناسب ہے۔

حضرت عاتکہ بنتِ زید رضی اللہ عنہا کی جب عدت مکمل ہو گئی تو آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ان کے گھر ملاقات کے لیے تشریف لے گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گھر پر جب ان پر نظر پڑ گئی تو آپ فوراً پردہ میں چھپ گئیں۔ [59]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے چلتے ہیں چنانچہ یہ حضرات حضرت ام ایمن کے گھر تشریف لے گئے [60]۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ام بشر بنت البراء بن معرور رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور فرمایا کہ میرے والد سے ملاقات ہو تو میرا اسلام عرض کیجئے گا۔انہوں فرمایا: اے ام بشر! اللہ آپ کو بخشے وہاں تو ہمیں اور بہت سے کام ہوں گے۔فرمایا: آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والوں کی روحیں جنت میں چرتی پھرتی ہیں۔فرمایا: سنا ہے۔فرمایا: پھر کیا پریشانی ہے!۔۔۔الخ [61]

علمی مشاغل تفریحِ خاطر کا ایک ذریعہ:

خیر القرون میں مسلم خواتین کے تفریحِ خاطر اور تسکینِ قلب کا ایک بڑا ذریعہ علم سیکھنا اور سکھانا تھا اور اس زمانہ کی خواتین کو اسی میں مزہ آتا تھا کہ وہ علم سیکھیں یا کسی کو علم سکھائیں۔اس تعلیم و تعلم کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اکابر صحابہ کرام مسائل پوچھتے تھے [62]۔جب کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشعار لکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنانے آتے تھے۔[63]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے اکثر خواب کی تعبیر پوچھتے تھے۔[64]

کوفہ کی اکثر عورتیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسائل پوچھنے آتی تھیں۔[65]

حضرت ام سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا قرآن کا درس دیتی تھیں۔[66]

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا بھی درسِ قرآن دیتی تھیں، ایک دفعہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیٹی کا درسِ قرآن سنا اور تعریف فرمائی۔[67]

علمی مشغلہ اختیار کرنے کا ہی نتیجہ تھا کہ اس زمانہ کی مسلم خواتین کو جب بھی حصولِ علم کا کوئی موقع سامنے آتا وہ فوراً اس سے محظوظ ہوتیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ بالکل بات نہیں کر رہی معلوم ہوا کہ حج کا احرام باندھا ہے اور خاموش رہنے کا عہد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: بات کرو کہ اس طرح خاموش رہنا زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اور ناجائز ہے۔ اس پر اس عورت نے بات چیت شروع کی اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: مہاجرین صحابہ کا ایک فرد۔ پوچھا: کون سے مہاجرین صحابہ؟ فرمایا: قریش میں سے۔ پھر پوچھا: قریش میں سے کون؟ فرمایا: تم تو بڑی باتونی ہو! میں ابو بکر ہوں۔ اب اس عورت نے موقع پا کر اس زمانہ کے تفریحی ذوق کے مطابق ایک زبردست علمی سوال پوچھا کہ زمانہ جاہلیت کے بعد یہ جو پاکیزہ نظام ہمارے پاس آیا ہے یہ کب تک باقی رہے گا؟ فرمایا: جب تک تمہارے ائمہ اس دین پر جمے رہیں گے۔ اس عورت نے پھر ایک عمدہ سوال کیا کہ یہ ائمہ کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: کیا تمہاری قوم میں سردار اور معززین نہیں جو جب کوئی حکم دیں تو ساری قوم ان کی بات مانتی ہے؟ کہا: بالکل ہیں۔ فرمایا: ائمہ یہی لوگ ہیں۔[68]

من پسند اشیاء کی خرید و فروخت کا مشغلہ:

خرید و فروخت (شاپنگ) خواتین کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اسلام نے اس حق کا بھی خیال رکھا چنانچہ خلافتِ راشدہ میں خواتین اپنی من پسند چیزوں کی خرید و فروخت کرتی تھیں۔ جس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت اسماء بنت مخربہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا یمن سے انہیں عطر بھیجتا تھا جسے وہ بیچتی تھیں چنانچہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ان سے عطر خریدا کرتے تھے اور ایک دفعہ میں اور کئی انصاری عورتیں عطر خریدنے ان کے پاس گئیں اور اپنی بوتلوں میں عطر ڈلوایا۔۔۔الخ[69] (یعنی فروخت کرنے والی بھی خاتون، خریدنے والی بھی خاتون اور چیز بھی ایسی جو ضروریاتِ زندگی سے متعلق نہیں۔)

عمرہ بنت طبیخ کہتی ہیں کہ میں اپنی ایک باندی کے ساتھ بازار گئی اور ایک مچھلی خرید کر ٹوکری میں ڈال لی، اس مچھلی کا سر اور دم ٹوکری سے باہر نکلی جارہی تھی۔ راستہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے فرمایا: یہ کتنے کی لی؟ یہ تو بہت بڑی ہے اس سے تو سارے گھر والے سیر ہو کر کھائیں گے۔[70]

حضرت مسروق رحمۃاللہ علیہ کے پاس سے ایک عورت ام قیس اپنے ساٹھ بیلوں کے ساتھ گزری جن پر پنیر اور اخروٹ لدا ہوا تھا۔ (یعنی کروڑوں روپے کا مالِ تجارت ایک اکیلی خاتون کی ملکیت تھا۔)[71]

خواتین کی طرف سے شکایت میں ان کی دادرسی کرنا:

کسی مظلوم کے لیے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کو اس کا حق دلا دیا جائے چنانچہ اس اعتبار سے یہ دادرسی بھی حقِ تفریح میں شمار کی جاسکتی ہے۔اس حوالہ سے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک غلام کو دیکھا کہ ممنوعہ چراگاہ کے درخت کاٹ رہا ہے آپ نے اس کی پٹائی لگائی اور اس کی کلہاڑی چھین لی۔اس آدمی کی اہلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت سعد کی شکایت لے کر آئیں۔آپ نے حضرت سعد سے فرمایا: اس کی کلہاڑی واپس کر دیں۔[72]

اسی طرح کا واقعہ حضرت عاصیہ سلمیہ کی باندی کا بھی ہے کہ حضرت سعد نے ان کی کلہاڑی بطورِ سزا کے چھین لی تو حضرت عاصیہ سلمیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر آئیں۔آپ نے حضرت سعد سے فرمایا: ان کی کلہاڑی واپس کر دیں۔[73]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ جمیلہ کو طلاق دے دی ان سے ایک بیٹا تھا عاصم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ لینا چاہا، خاتون مزاحم ہوئیں کہ بچہ میں اپنے پاس رکھوں گی اور فریاد لے کر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں۔آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کیا چنانچہ وہ بچہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔[74]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اپنے شوہر کو لے کر جو نہایت پراگندہ حال اور میلا کچیلا تھا اور کہا کہ میری اس سے جان چھڑا دیں۔آپ نے ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کو صاف ستھرا اور مزین کر کے واپس لائے۔جب عورت نے اس صاف ستھری اور نئی حالت میں اپنے شوہر کو دیکھا تو اپنے دعوی سے رجوع کیا۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی بیویوں کے لیے زیب و زینت اختیار کرو جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لیے زینت اختیار کریں۔[75]

صحابہ کرام کا ایک دوسرے کو خواتین کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دینا اور پامالی حقوق سے روکنا:

خلافتِ راشدہ کے پاکیزہ دور میں ایک خوبی یہ بھی نظر آتی ہے کہ مرد حضرات ایک دوسرے کو خواتین کے جملہ حقوق، جن میں حقوقِ تفریح بھی شامل ہیں، ادا کرنے پر آمادہ کرتے تھے اور ان کے حقوق ضائع کرنے سے لوگوں کو روکتے تھے یہ ایک خوش کن امر تھا اور ظاہر ہے کہ مستورات کے لیے یہ تسکینِ قلب کا باعث تھا کہ پوری مرد کمیونٹی انہیں حقوق دلانے میں سرگرم تھی۔اس مناسبت سے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

دورِ فاروقی میں ایک دفعہ جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے اور بیویوں کی جانب سے کوتاہ سلوکی کا ذکر کیا۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح کے رویہ کا تو مجھے بھی سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ میں جب کسی کام سے باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہتی ہیں کہ آپ تو بنی فلاں کی مستورات کی دید کے لیے جاتے ہیں۔ مجلس

میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے فرمانے لگے : حضرت !آپ نے سنا نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ کے اخلاق بابت حق تعالیٰ سے شکایت کی۔تو ان سے کہا گیا کہ ان کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے ، لہٰذا ان کی ان عادات کے ساتھ ہی ان کے ساتھ زندگی گزاریں، سوائے اس کے کہ ان کے دین میں کوئی خرابی دیکھیں۔[76]

ایک دوسرے کو خواتین کے حقوق کی ادائیگی کی ترغیب کے ساتھ ساتھ خواتین کے حقوق کی پامالی سے سختی سے روکا جاتا تھا خاص طور پر عزت و ناموس سے متعلقہ حقوق کے بارے میں تو یہاں تک کہا جاتا کہ اگر تم نے نوح علیہ السلام کے زمانہ کی کسی عورت پر بھی تہمت لگائی تو قیامت کے دن اس کے بارے میں بھی تم سے پوچھا جائے گا۔[77]

بسااوقات خواتین کے حقوق کی پامالی پر مناسب سزا بھی دی جاتی تھی چنانچہ خلافتِ فاروقی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب روشن دان سے ایک خاتون کو جھانکنے کی کوشش کرتے تھے۔ان کے خاوند نے حضرت عمر کو شکایت لگائی آپ نے ان صاحب کو جلاوطن کردیا [78]۔

خواتین کے حقوق کی پامالی کی ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ پہلے شعراء شریف عورتوں کا نام اعلانیہ اشعار میں لیتے تھے جو بعض دفعہ ان خواتین کے لیے فضیحت و رسوائی کا سبب بنتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شعراء کو منع کیا کہ اشعار میں عورتوں کا ذکر نہ کریں۔ چنانچہ شعر میں تشبیب پر پابندی لگائی بلکہ اس کی سخت سزا مقرر کی۔[79]

مستورات کی نصائح پر مردوں کا عمل کرنا:

اگر کوئی آپ کی بتائی ہوئی اچھی بات پر عمل کرے تو نہ صرف یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے بلکہ قلبی سرور کا بھی سامان ہے چنانچہ ایک عورت کے لیے یہ بڑی خوشی کا موقع ہوتا ہے کہ مرد خاص کر شوہر اس کی اچھی بات کو سنے اور اس پر عمل کرے۔دورِ صحابہ میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں :

حضرت عبداللہ بن عثمان بن خیثم کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ لوگ کون تھے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی۔آپ نے ابھی جواب دینے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ ان کی اہلیہ حضرت سودہ نے کہا : چھوڑیے اے ابو طفیل ! کیا آپ کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں پس جس کو میں نے کوئی بددعا دی ہو، یا اللہ آپ اس بددعا کو اس کے گناہوں کی معافی اور رحمت کا ذریعہ بنادیجئے۔[80]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سلمیٰ بنت خصفہ جو خاص طور پر قادسیہ کی جنگ میں شوہر کے ساتھ ساتھ تھیں۔جنگ کے دوران حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جسم پر کچھ زخم نمودار ہوگئے جن کی وجہ سے آپ گھوڑے پر سوار ہونے سے عاجز آگئے اور محل کی چھت سے امورِ جنگ کی تدبیر میں مصروف تھے کہ گھمسان کا ایسا رن پڑا کہ حضرت سعد بے چین ہوگئے۔ان کی اہلیہ سلمیٰ نے، جو کہ حضرت سعد سے پہلے فتوحاتِ عراق کے مشہور شہسوار مثنیٰ بن حارثہ کے نکاح میں تھیں، کہا: کاش کہ آج مثنیٰ زندہ ہوتے تو کیسی

بہادری سے لڑتے ! اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ غیرت میں ناراض ہو کر اٹھے اور میدانِ کارزار میں تشریف لے گئے اور عظیم الشان فتح مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔[81]

انہی حضرت سلمیٰ کا اسی جنگِ قادسیہ کا ایک اور قصہ ہے کہ ابو محجن رضی اللہ عنہ نامی بہادر شہسوار کسی جرم میں گرفتار ہوئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں عارضی طور پر اپنے گھر میں قید کر دیا۔ جب جنگ زوروں پر آئی تو اس بہادر شہسوار نے بے چین ہو کر حضرت سلمیٰ سے وعدہ کیا کہ آپ تھوڑے وقت کے لیے میری بیڑیاں کھول دیں تاکہ میں کفار سے لڑ سکوں۔ انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ میدانِ جنگ میں داخل ہوئے اور جانبازی کے ایسے جوہر دکھائے کہ حضرت سعد تک متاثر ہوئے لیکن پہچان نہ سکے۔ شام میں انہوں نے حسبِ وعدہ اپنے آپ کو پھر بیڑیوں میں قید کروا دیا۔ جب حضرت سعد حضرت سلمیٰ کے پاس تشریف لائے تو حضرت سلمیٰ نے پورا واقعہ گوش گزار کر دیا۔ آپ نے حضرت سلمیٰ کے اس عمل کو نہ صرف قبول کیا بلکہ ابو محجن کو بھی رہا کر دیا۔[82]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لوگوں کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بوڑھی خاتون مل گئیں۔ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں۔ جب گفتگو میں کافی دیر لگ گئی تو کسی نے کہا: امیر المومنین ان بزرگ خاتون کی وجہ سے سب لوگ آپ کے انتظار میں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں یہ کون ہیں ! یہ حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی بات حق تعالیٰ نے سنی۔ اگر یہ ساری رات بھی مجھے یہاں روکیں تو میں رُکا رہوں گا۔[83]

درج بالا واقعات سے یہ سمجھنا نہایت آسان ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ جو خیر القرون کا زمانہ تھا اس میں ہر قسم کے حقوقِ تفریح شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور پردہ کی رعایت کے ساتھ خواتین کو حاصل تھے اور وہ ان حقوق سے حسبِ ذوق فائدہ بھی اٹھاتی تھیں، لہٰذا فی زمانہ اگر کوئی خاتون شریعت کی حدود و قیود کو مدِ نظر رکھے، نامحرموں سے بالکلیہ اجتناب کرے اور پردہ کا خاص خیال رکھے تو اس کے لیے ہر قسم کے جائز تفریح کے حقوق سے لطف اندوز ہونا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں حوصلہ افزا بھی ہے۔

حواشی، حوالہ جات

[1] علامة ابن منظور ، **لسان العرب** ، دار صادر – بيروت ، طبع 1414ھ ، (2/ 541)

Ibni Manẓūr, *Lisān-Ul-ʿArab*, (Beīrūt Lebanon: Dār Ṣādir, 1414). Vol.2, P. 541.

[2] ابو الفيض الزبيدى، محمد بن محمد ، **تاج العروس من جواهر القاموس**، ط :دار الهداية ، (7/ 12)

Abū Al FaḌ Al-Zūbaidī ,Mūḥammad Bīn Mūḥammad, Tāj Al-ʿūrūs Mīn Jāwāhr Al-Qāmūs,ed. Dār Al-Hīdāyāh, 12/7

[3] Recreation - Wikipedia

[4] ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع (المتوفى: 230ھ)، **الطبقات الكبرى** ،ط: دار صادر ، بيروت (8/ 466)

Ibni sāʿd, Mūḥammad Bīn Sāʿd Bīn Mānīʿ (230h.), Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , ed. Dār Ṣādīr , Beīrūt (8/ 466)

5 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ، (8/ 480)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/ 480)

6 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 487) : فقالت: لوددت أن عندي شيئا فسودت به شعري.

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/487)

7 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 486) : حَدَّثَتْنِي أُمُّ ذَرَّةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تُغَلِّفُ رَأْسَ عَائِشَةَ بِالْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ فِي إِحْرَامِهَا.

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/486)

8 طالب ها شمی ، **تذکار صحابیات** ، البدر پبلیکیشن، لاهور، ط: 2002، ص 277

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt , Al-Bādr Publicatuin, Lāhūr, ed. 2002, p 277

9 البخاری،محمد بن اسماعیل،**الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه (صحيح البخاري)** ، ط : طوق النجاة(2/ 87) : لما جاء نعي أبي سفيان من الشأم دعت أم حبيبة رضي الله عنها بصفرة في اليوم الثالث فمسحت عارضيها وذراعيها وقالت إني كنت عن هذا لغنية لولا أني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج فإنها تحد عليه أربعة أشهر وعشرا

Mūḥammad Bīn Ismʿaīl Al-Būkhārī, *Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī (Al-Jāmiʿuṣṣaḥīḥ)*, (Dār Ṭouq Al-Najāt,). Vol.2, P.87

10 ابن عساكر , علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي , **تاريخ مدينة دمشق** وذكر فضلها وتسمية من حلها من الاماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها , دار الفكر , بيروت , (60/ 290) : إنها إن لم تشف فإنها تصف

Ibni-e-ʿAsākir, ʿAlī Bin Al-Ḥasan Bin Habat-u-Llah Ibni-e-ʿAsākir, *Tārikh Damishq*, (Beīrūt Lebanon: Dar-ul-Fikr Liṭṭabā't-e- Wannashri Wattozʿī, 1995). Vol 60, P. 290

11 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ، (8/ 72)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/72

12 لدھیانوی ، رشید احمد ، **احسن الفتاوی** ، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی، 403/3 : ایسے باریک دوپٹے میں نماز نہیں ہوتی جس میں بالوں کی رنگت نظر آئے

Ludhyānw ,Rashīd aḥmad , aḥsan al fatāwā , H.M. Saeed Company, Karāchī, 3/ 403

13 القرطبي , محمد بن أحمد الأنصاري (المتوفى: 671هـ) , **الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي** , دار الكتب المصرية , القاهرة (3/ 108) ,

Al-Qūrṭūbī , Mūḥammad Bīn Aḥmād Al-ʾanṣārī (671h.) , Al-Jāmīʿ Al ʾaḥkām Al-Qūrʾān Tāfsīr Al- Qūrṭūbī, Dār Al-Kūtūb Al-Mīṣrīyyāh , Cairo , (3/ 108)

14 البلاذري ، أحمد بن يحيى بن جابر ، (المتوفى: 279هـ) ,**جمل من أنساب الأشراف** , دار الفكر ، بيروت, (10/ 337)
Al-Balāzurī, Aḥmad Bin Yaḥyā Bin Jābir Al-Balāzurī, *Jūmal Min Anṣabil Ashrāf*, ed -(Beīrūt Lebanon: Dar-ul-Fikr, 1996). Vol. 10, P. 337.

15 قاسم عاشور ، **موسوعة الوفاء في اخبار النساء** ،ط: دار ابن حزم ، ص 58
Qāsim ʿĀshūr , Maūsūʿat Al-Wafā' Fī Akh̲bār Al-Nisā' ,ed: Dār Ibn Ḥazm ,

16 البلاذري ، **أنساب الأشراف** , (12/ 327)
Al-Balāzurī, , *Anṣābūl Ashrāf.*, (327 /12)

17 ابن حجر العسقلاني ، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي المتوفى 852 هـ , **الإصابة في تمييز الصحابة** ،المكتبة التوفيقية ، المصر، 174/8
Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, Aḥmad Bin ʿAlī Bin Hajar Al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, ed. . Vol. 8, P. 174.

18 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(4/ 41)
Ibn sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (4/41)

19 ابن عبد البر، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ), **الاستيعاب في معرفة الأصحاب** ، دار الجيل ، بيروت،(4/ 1859) ؛ ابنِ عبد البر نے ایسا ہی نقل کیا ہے البتہ دیگر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دورِ نبوی کا ہے -
Ibni ʿAbdul Bar, Abu ʿUmar Yousaf Bin ʿAbdullah Bin Muḥammad Ibni-e-ʿAbdul Bar, *Al-Istīʿaāb Fī Māʿarifatil Aṣ/ḥāb*, ed. (Beīrūt Lebanon: Dar-ul-Jaīl, 1992). Vol.4, P. 1859.

20 ابن الأثير الجزري ، علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني ، **الكامل في التاريخ** , دار الكتب العلمية, بيروت, (2/ 351)
Ibn Al-ʾAṯīr Al-Jazrī , ʿAlī Bin Mūḥammad Bin Mūḥammad Bin ʿabd al-karīm al-Shaībānī , Al-Kāmil fī Al-Tārīkẖ , dār al-kutub al-ʿilmīyyah, bīrūt, 2/351

21 البخاري ، **صحيح البخاري**، (5/ 100)
Al-Būkhārī, *Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, 5/100*

22 محمد يوسف الكاندهلوى ، **حياة الصحابة** ، ، مؤسسة الرسالة ، بيروت, 221/2
Mūḥammad Yūsūf Al-Kāndhālwi , Ḥayātūs Ṣāḥābāh , Mūʾssāẗ Al-Rīsālāh , Beīrūt, 2/221

23 ابن الأثير الجزري ، علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني ، **أسد الغابة** ، ط دار ابن حزم، ص 1508: وكان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يعطي الخنساء أرزاق أولادها الأربعة، لكل واحد مائتا درهم، حتى قبض رضي الله عنه

Ibnul ʾAṯīr Al Jazrī , ʿalī Bin Mūḥammad Bin Mūḥammad Bin ʿabd Al-Karīm Al-Shaībānī , ʾūsud Al-Ghābah , ed. Dār Ibn Ḥazam, P 1508

24 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، ص 170/8

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/170

25 ابن عبد البر, **الاستيعاب في معرفة الأصحاب** ,(4/ 1875)

Ibni ʿAbdul Bar, *Al-Istīʿaāb Fī Māʿarifatil Aṣ/ḥāb*, .

26 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 72)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/72

27 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 486)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/486

28 المزي ، يوسف بن الزكي عبدالرحمن أبو الحجاج ، **تهذيب الكمال** , مؤسسة الرسالة ، بيروت ، 337/35

Al-Mizzī , yūsuf Bin Al-Zakī ʿabd Ar Raḥmān Abū Al-Ḥujjāj , Tahḏīb Al-Kamāl , Muʾassẗ Al-Risālāh , Bīrūt ,337/35

29 المرغيناني ، أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني ، **الهداية شرح البداية**، مكتبة رحمانية , لاهور, 579/2

: ولا جزية على امرأة ولا صبي لأنها وجبت بدلا عن القتل أو عن القتال وهما لا يقتلان ولا يقاتلان لعدم الأهلية

Al-Marġīnānī , Abī Al-Ḥasan ʿAlī Bin Abī Bakr Bin ʿAbd Al-Jalīl Al-Farġānī Al-Marġīnānī , Al-Hidāyah Sharḥ Al-Bidāyah, Maktabah Raḥmāniah , Lāhūr, 2/579

30 طالب ها شمي ، **تذكار صحابيات** ،ص 161

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt , P 161

31 طالب ها شمي ، **تذكار صحابيات** ،ص 194

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt , P 194

32 ابن الأثير الجزري ، علي بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني ، **الكامل في التاريخ** , دار الكتب العلمية, بيروت,(2/ (270

Ibn Al-ʾAṯīr Al-Jazrī , ʿAlī Bin Mūḥammad Bin Mūḥammad Bin ʿabd al-karīm al-Shaībānī , Al-Kāmil fī Al-Tārīkẖ , dār al-kutub al-ʿilmīyyah, bīrūt, 2/270

33 ابن الأثير الجزري ، **الكامل في التاريخ** , (2/ 272)

Ibn Al-ʾAṯīr Al-Jazrī , Al-Kāmil fī Al-Tārīkẖ , 2/272

34 محمد يوسف الكاندهلوى ، **حياة الصحابة**، (3/ 431) : كنّ جواري الحي يأتين بغنمهن إلى أبي بكر الصديق رضي الله عنه فيقول لهن: أتحبون أن أحلب لكن حلب ابن عفراء؟

Mūḥammad Yūsūf Al-Kāndhalwi , Ḥayātūs Ṣaḥābāh ,3/431

35 البلاذري , **أنساب الأشراف** , (10/ 393)

Al-Balāzurī, , *Anṣābūl Ashrāf.* (393 /10)

36 طالب ها شمی ، **تذکار صحابیات** ،ص 297

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt , P 297

37 ابن عبد البر, **الاستيعاب في معرفة الأصحاب** ,(4/ 1869)

Ibni ʿAbdul Bar, *Al-Istīʿaāb Fī Māʿarifatil Aṣ/ḥāb*, 4/1869 .

38 ابن عساكر , **تاريخ مدينة دمشق**, (44 /70) : أن خالد بن الوليد استشار أخته في شيء فأشارت عليه فقام فقبل

Ibni-e-ʿAsākir, *Tārikh Damishq*, 70/44

39 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 73) : ربما روت عائشة القصيدة ستين بيتا والمائة بيت

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/73

40 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، ص 236/8

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*,8/236

41 بشير يموت , **شاعرات العرب في الجاهلية والإسلام** , المكتبة الأهلية، بيروت (ص: 168)

Bashīr Yamūt , Shāʿirāt Al-ʿarab Fī Al-Jāhlīaṫ Wālislām , Al-Maktabuṫ Al-ʾAhlīah, Bīrūt (P: 168)

42 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(2/ 332)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/332

43 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، ص 178/8

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/ 178

44 سعید انصاری و عبد السلام ندوی ، **سیر الصحابیات**، دار الاشاعت، کراچی ، ص 144

Saʿd Anṣārī ; ʿAbd As-Salām Nadvī , Siyar Al-Ṣaḥābiāt, Dār Al-Ishāʿat, Karāchī , P: 144

45 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة**، 222/8

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/222

46 ابن كثير , ابي الفداء اسماعيل بن كثير الدمشقي المتوفى سنة 774 هـ, **البداية والنهاية** , ط هجر (1/ 340)

Ibni Kathīr, Ismaāʿīl Bin ʿUmar Bin Kathīr Ibni-e-Kathīr, *Al-Bidāya Wannihāya*, Vol.1, P 340.

47 أبو الليث السمرقندي، نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم (المتوفى: 373هـ) , **تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين**, دار ابن كثير، بيروت (ص: 518)

Abū Al-Laīṯ As-Samarqandī, Naṣr Bin Muḥammad Bin Aḥmad Bin Ibrāhīm (373h.) , Tanbīh Al-Ġāfilīn Bi ʾAḥādīṯ Saīd Al-ʾAnbīāʾ Wālmursalīn ,Dār Ibn Kaṯīr, Bīrūt (P: 518)

48 زينب فواز, **الدر المنثور في طبقات ربات الخدور**, ط : الهنداوى، قاهرة , مصر , ص : 383

Zaīnab Fawwāz, Ad-Durr Al-Manṯūr Fī Ṭabaqāti Rabbāt Al-Kẖudūr, ed. Al-Hindāvī, Cairo, Egypt, P: 383

49 البلاذري , **أنساب الأشراف** (1/ 466)

Al-Balāzurī, , *Anṣābūl Ashrāf.* , 1/466

50 البلاذري , **أنساب الأشراف** (1/ 466)

Al-Balāzurī, , *Anṣābūl Ashrāf.*, 1/466

51 سعيد انصارى و عبد السلام ندوى ، **سير الصحابيات**، ص 45

Sa῾d Anṣārī ; ῾Abd As-Salām Nadvī , Siyar Al-Ṣaḥābiāt, p 45

52 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 71) : رأيت عائشة طافت بالبيت وهي منتقبة

Ibni sā῾d, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/71

53 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة**، 8/241

Ibni Ḥajar Al-῾Asqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/241.

54 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 489)

Ibni sā῾d, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/489

55 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، 8/253

Ibni Ḥajar Al-῾Asqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/253

56 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ، (8/ 267) : فلقد طعن عمر وهي في المسجد

Ibni sā῾d, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/267)

57 ابن عبد البر , أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري القرطبي الاندلسي(المتوفى : 463هـ) , **التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد**, مؤسسة القرطبه (23/ 406)

Ibn ῾Abd Al-Barr , Abū ῾umar Yūsuf Bin ῾Abd Allāh Bin Muḥammad Bin ῾Abd Al-Barr , At-Tamhīd Limā Fī Al-Mūatṭ᾿ā Min Al-Ma῾ānī Wāl᾿asānīd, Mu᾿assaẗ Al-Qurṭubah , 23/406

58 البلاذري , **فتوح البلدان** (ص: 404)

59 ابن عبد البر , **التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد** ، (23/ 405) : فلما انقضت عدتها زارت حفصة ابنة عمر

Ibn ῾Abd Al-Barr , At-Tamhīd Limā Fī Al-Mūatṭ᾿ā Min Al-Ma῾ānī Wāl᾿asānīd, 23/405

60 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، 8/ 401

Ibni Ḥajar Al-῾Asqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/401 .

61 أبو بكر البيهقي ، أحمد بن الحسين (المتوفى: 458هـ) ، **البعث والنشور** ، مكتبة الكتب الثقافية ، بيروت (ص: 134)

Aḥmad Bin Al-Hussaīn Al-Baīhiqī, *Al-Bath wa Al- Nushur*, ed. Muḥammad ῾Abdul Qādir ῾Ata, 3rd ed. (Beīrūt Lebanon: Maktabat Al alkutub Al-Saqafaiya ,). P. 134.

62 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(2/ 374) : كانت عائشة أعلم الناس يسألها الأكابر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (2/374)

63 سعید انصاری و عبد السلام ندوی ، **سیر الصحابیات**، دار الاشاعت ، کراچی ، ص 44

Saʿd Anṣārī ; ʿAbd As-Salām Nadvī , Siyar Al-Ṣaḥābiāt, P 44

64 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، 8/ 17:كان عمر يسألها عن تفسير المنام

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/17.

65 طالب ہاشمی ، **تذکار صحابیات** ،ص 106

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt ,P 106

66 ابن الأثير الجزري ، **أسد الغابة** ، ص 1612

Ibnul ʾAṯīr Al Jazrī , ʾūsud Al-Ghābah, 1612

67 طالب ہاشمی ، **تذکار صحابیات** ،ص 500

Ṭālīb Hāshmī , Taḏkārūs Ṣaḥābiyyāt , P 500

68 السيوطي , عبد الرحمن بن أبي بكر , **تاريخ الخلفاء** ، دار ابن حزم، بيروت، (ص: 82)

As-Suyūṭī , ʿAbd Ar Raḥman Bin Abī Bakr , Tārīkẖ Al-kẖulafāʾ , Dār Ibn Ḥazm, Beīrūt, P 82

69 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، 8/ 18

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/18.

70 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ،(8/ 488) : فاشترينا جريثة في زبيل قد خرج رأسها وذنبها من الزبيل فمر علي، فقال: بكم هذه؟ إن هذا لكثير طيب يشبع منه العيال

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/488)

71 ابن سعد، **الطبقات الكبرى** ، (8/ 496)

Ibni sāʿd, , Al-Ṭabaqāt Al-Kūbrā , (8/496)

72 البَلَاذُري , أحمد بن يحيى بن جابر (المتوفى: 279هـ) , **فتوح البلدان**, مؤسسة المعارف، بيروت (ص: 16)

Al-Balāzurī, Aḥmad Bin Yaḥyā Bin Jābir , *Futūhul Buldān ,* ed- (Beīrūt Lebanon: Muassatul Ma'ārif,). P 16

73 السمهودي ، علي بن عبد الله بن أحمد الحسني (المتوفى: 911هـ) ، **خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى** ، المكتبة العلمية، المدينة المنورة ، ص 56

As-Samhūdī , ʿAlī Bin ʿAbd Allāh Bin Aḥmad Al-Ḥasanī (911h.) , Kẖulāṣẗ al-Wafā Bi'akẖbāri Dār Al-Muṣṭufā , Al-Maktabaẗ Al-ʿIlmiyyah, Al-Madīnah Al-Munawwarah , P 56

74 شبلی نعمانی ، **الفاروق**، دار الاشاعت،کراچی، 1991، ص 398

Shiblī Nuʿmānī , Al-Fārūq, Dār Al-Ishāʿat, Karāchī , P 398

75 قاسم عاشور ، **موسوعة الوفاء فی اخبار النساء** ،ص : 57

Qāsim ʿĀshūr , Maūsūʿaẗ Al-Wafā' Fī Akẖbār Al-Nisā' ,ṣ : 57

76 السيوطي ، **تاريخ الخلفاء** ، (ص: 114)

As-Suyūṭī , Tārīkẖ Al-kẖulafā' , P 114

77 ابن کثیر, **البداية والنهاية** ,437/11

Ibni Kathīr, *Al-Bidāya Wannihāya*, 11/437

78 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، (7/ 300)

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 7/300

79 شبلی نعمانی ، **الفاروق**، ص 331،378،452

Shiblī Nuʿmānī , Al-Fārūq, P 331, 378, 452

80 أحمد بن حنبل , **مسند أحمد بن حنبل** , مؤسسة الرسالة، بيروت، (39/ 212)

Imām Aḥmad Ḥambal, *Musnad Al-Imām Aḥmad Bin Ḥambal*, Vol.39, P.212,

81 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، 203/8

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 8/203

82 ابن حجر العسقلاني , **الإصابة في تمييز الصحابة** ، (7/ 300)

Ibni Ḥajar Al-ʿAsqalānī, , *Al-Iṣābah Fī Tamīīz-is-Ṣaḥābah*, 7/300.

83 ابن عبد البر, **الاستيعاب في معرفة الأصحاب** , 4/ 1831

Ibni ʿAbdul Bar, *Al-Istīʿaāb Fī Māʿarifatil Aṣ/ḥāb*, 4/ 1831 .